سالانہ قیمت تین روپیہ اٹھ آنہ (ع۳/۸)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹



نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔اے
پادری غلام مسیح صاحب۔ ایڈیٹرز
میکلوڈ روڈ - لاہور
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔اے (ایمپرس روڈ۔لاہور) مینیجر

جملہ خطوط کتابت و ترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے۔
مضامین و اشتہارات وغیرہ
برائے اندراج بنام ایڈیٹرز
ارسال فرماکر ممنون فرمائیں ✣

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۱۰	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۶۔ مارچ ۱۹۲۵ء	جلد ۵۳

غزل

جناب پادری بی گارڈنر صاحب صبر متھوڈسٹ اپسکوپل چرچ - الہ آباد

ہر طرح گل میں نظر شانِ خدا آتی ہے
بوئے گل سے بھی ہمیں بوئے وفا آتی ہے

نہ دعا آتی ہے ہم کو نہ دوا آتی ہے
بندۂ حق ہمیں تسلیم و رضا آتی ہے

رحمتِ خالق بیچوں پہ حصر ہے ورنہ
ہم خطاکار ہیں ہم کو تو خطا آتی ہے

بس یہی فرق ہے مخلوق میں او خالق میں
عفو کرنا اسے اور اسکو خطا آتی ہے

نیچرل باغ میں قدرت کی ہوا آتے ہی
شرم آنکھوں میں نگاہوں میں حیا آتی ہے

طرفہ شوخی کہ سرِ طور اُٹھا کر پردہ۔
ہوش بیہوشے عمراں کے اُڑا آتی ہے

تخلیہ کو جو کہا اُن سے تو ہنس کر بولے
تخلیہ ہو نہیں سکتا ہے حیا آتی ہے

کس طرح ہوگی الٰہی میری مشکل آساں
تیغ عریاں لئے قاتل کو حیا آتی ہے

رونقِ بزم ہو یوں آؤ میرے پہلو میں
جس طرح باغ کے پھولوں میں فضا آتی ہے

یاد کرتا ہوں جو دردِ دل کے خطائیں اپنی
رحمتِ حق سے معافی کی گھٹا آتی ہے

چند روزہ یہ زمانہ ہے نہ بھولو اے صبر
یہ لبِ گورِ غریباں سے صدا آتی ہے

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے ✣

مسیح کی شخصیت

اپنے شاگردوں کو بھیجتے وقت مسیح نے ایک ایسا سبق سکھایا جو قبل انہیں کسی نے نہ سکھایا تھا۔ اور اب بھی اس کے مریدوں کے سوا کوئی نہیں پکارتا یعنی اب ہم خدا کے فرزند ہیں اور نا معلوم اور کیا ہونگے۔ انسانی زندگی کا یہ اندازہ جو مسیح نے لگایا بے نظیر ہے۔ جمہوریت میں لوگوں نے کچھ کچھ آزمایا ہے۔ اور ہر قسم کے لوگوں کو یکساں حقوق دینے کی سوجھی ہے۔ جب انسانی میں ہم نے تھوڑا استعمال کیا ہے اور اپاہج انسانوں کی مدد کا فیصلہ کیا ہے۔ اپنی معاشرت میں اپنے بدترین عیبوں مثلاً غلامی کو دور کرنا چاہا ہے۔ ہم نے لڑائی سے نفرت کرنی شروع کی ہے۔ کیونکہ یہ اسی بیش قیمت خزانے یعنے شخصیت کو تباہ کرتی ہے۔ جہاں کہیں مسیح جاتا ہے وہ انسان کو خود دار بناتا ہے۔ یہ حیرت انگیز بات ہے اور واقعی مسیح ایسا شخص ہوگا جس نے یہ کر دکھایا۔

تیسری بات یہ ہے کہ مسیح نے ہمیں اخلاق کا بہترین نصب العین دکھایا ہے یہ عجیب معلوم ہوگا۔ اس لئے کہ اخلاقی نصاب العین بدلتے رہتے ہیں۔ زمانے اور واقعات کی نیرنگیاں ان کو نئے سانچے میں ڈھالتی ہیں۔ پرانے لوگوں کا خیال تھا کہ جو بات ایک ہی ملک میں ٹھیک مانی جاتی ہے وہی دوسرے ملک میں معیوب ہوتی آج ہم فرائض کی جو تعریف بتلاتے ہیں وہ ایک ہزار سال کیا ایک صدی تک مسلم نہیں رہتی۔ مگر غیر مسیحیوں کی گواہی ہے کہ اگر ہم الہیات کی پشت پر مسیح کی سادہ تعلیم کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ وقت اور واقعات کی قید سے مبرا ہے۔ یہ

واقعی حیرت انگیز بات ہے کہ جب کبھی ہم اخلاق اصول قائم کرتے ہیں تو یسوع ہم سے پیچھے نہیں بلکہ بہت آگے ہوتا ہے۔ وہ ہمیں اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اپنے اخلاق اصول پیش کرتا اور دعوت عمل دیتا ہے۔ علاوہ ازیں اصولوں کو اُس کی اپنی ذات میں دیکھیں اور مختلف آدمیوں کی زندگیوں پر جو اثر ان اصولوں کا ہوا واقعی حیرت انگیز ہے۔ لوگ باوجود اخلاق دیو ہونے کے ہمیشہ یہی خواہش رکھتے تھے۔ کہ کاش ہمارا مسیح کا سا مزاج ہو اور ہم اس کے قد کے اندازے کے مطابق ترقی کریں جس شخص نے تمام بنی نوع انسان کے لئے اعلیٰ اخلاق معیار مقرر کر دیا ہے وہ کوئی ایسا شخص ہے جو یہ کام کر سکتا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ یسوع نے انسان کی اپنی پوشیدہ روحانی طاقت اس پر ظاہر کر دی ہے۔ جہاں کہیں مسیح گیا ہے۔ اس نے روحانی قوت کے چشمے جاری کر دیئے ہیں۔ لوگوں نے اپنے نفس کا تزکیہ اور تمدن کی اصلاح شروع کر دی ہے۔ گویا یوں سمجھئے کہ کوئی جرنیل دور سے آتا ہو تو اُس کی فوج خوشی سے اور فتح کا نعرہ ایسا بلند کرے جیسے کہ لڑائی پہلے ہی سے جیتی گئی ہے۔

اُس کی طاقت قیاس سے باہر ہے پہلی صدی عیسوی میں پولوس نے کہا۔ میں اُسکی مدد سے سب کچھ کر سکتا ہوں جو مجھے طاقت بخشتا ہے۔ چند دن گزرے ہیں۔ ایک چینی طالب علم میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں مسیح کی رفاقت چاہتا ہوں۔ تاکہ خدمت کی زندگی کے لئے طاقت حاصل کروں۔ یہ نوجوان جمہوریت چین کے ایک بڑے شہر میں بہت سکول کا اُستاد بننے جا رہا تھا۔

پانچویں بات یہ ہے کہ مسیح نے صرف روحانی طاقتوں پر اعتماد رکھنے کی بہترین مثال دی ہے یہ بھی ایک تعجب خیز بات ہے۔ کیونکہ ہم روحانی طاقتوں پر عموماً بھروسا نہیں رکھتے۔ ہم اپنی مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ہمارا حال اس صدیق کا سا ہے جو اپنے مضبوط دائیں بازو کو اپنا خدا سمجھتا تھا۔ ہم ایسی طاقت کے مداح ہیں۔ خدا کے متعلق پُر مذاق باتیں مثلاً یہ کہ وہ زیادہ فوج والوں کی حمایت کرتا ہے۔ یا یہ کہ خدا پر بھروسہ رکھو۔ مگر اپنا بارود بھیگنے نہ دو۔ یہ باتیں ہمیں پسند آتی ہیں۔ لوگ پُر معنی تبسم سے کہتے ہیں کہ جو لوگ تمام دنیا میں اخوت اور خدا کی بادشاہت رُوحانی طاقتوں سے قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ ریل کی مختلف گاڑیوں اور انجن صاحب کی خوش اخلاقی اور گارڈ صاحب کی دوستی سے قائم رکھ سکیں۔ ایسی دنیا میں جہاں انسان روحانی طاقتوں کے معتقد نہ تھے یسوع آیا اور اُس نے وہ کر دکھلایا جو نہ صرف عقل سے بعید بلکہ ناممکن التسلیم معلوم ہوتا ہے۔ گویا یوں سمجھئے کہ مسیح دنیا کو ایک ایسے اثر سے تہ و بالا کرنا چاہتا ہے جو اس سے پیشتر تاریخ عالم میں موجود نہ تھا۔ جب سے دو ہزار برس بعد دنیا کے خیالات اور تصورات اُس کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ جبکی نظیر کسی فلسفی یا شہنشاہ کی شخصیت میں نہیں ملتی۔ اور اُس نے صرف رُوحانی طاقتوں۔ رضا جوئی۔ عقل انسانی اور قدرتی خوبیوں پر بھروسہ رکھا۔ اور نہ صرف بھروسہ ہی رکھا۔ بلکہ اس کی تعمیل میں یہاں تک تیار رہا۔ کہ اپنی جان بھی دینا پڑی۔ اس سے زیادہ ناممکن التسلیم اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ لیکن مسیح نے یہ کر دکھایا ہے۔ یہ تاریخی واقعہ ہے۔ اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ وہ اپنی ناممکن التسلیم تعلیم ہم سے منوانا چاہتا ہے وہ کہتا ہے کہ خانگی معاملات میں اگر جبر و زور کی بجائے رضا جوئی اور باہمی امداد سے کام لیا جائے تو گھر بہشت بریں ہو جاتا ہے۔ ہم اپنے مدرسوں کو اسی وقت عمدہ اور مفید بنا سکتے ہیں جب قوت بازو کو ترک کر کے باہمی اتحاد اور معقول ضبط سے کام لیں اور بین الاقوامی تعلقات بھی خوشگوار تب ہی ہو سکتے ہیں جب ظلم و تشدد کو چھوڑ کر ہم باہمی امداد کو استعمال کریں۔ دنیا کی اصلاح کا یہی طریقہ ہے۔ یسوع تمام عالم سے یہ ناممکن التعمیل طریقہ منوانا چاہتا ہے۔ آثار مستقبل اس کے طرفدار ہیں۔ اور وہ کوئی ایسا شخص ہوگا جس نے یہ سب کچھ کر دکھایا۔

میں نے مختصر طور سے مسیح کی شخصیت کا اثر بیان کیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ جب ہم تواریخی مسیح کو دیکھتے ہیں تو وہ کوئی معمولی سا شخص نہیں نکلتا۔ آپ اپنے احاطہ میں متذکرہ بالا امور کو لائیے۔ ایسا شخص جو خدا کا بہترین تصور دے سکے۔ جو انسان کی بہترین قدر و قیمت بتلا سکے جو اعلیٰ ترین اخلاقی معیار پیش کر سکے۔ جو ہماری مدفون روحانی طاقتوں کو بیدار کر سکے۔ اور جو صرف روحانی قوتوں پر اعتماد کرنے کی بہترین مثال بہم پہنچا سکے واقعی کوئی عجیب شخص ہوگا۔

پس ہم کیا کریں؟ اسکو اپنے ان خیالات کا مرکز بنائیں جو کہ خدا کے متعلق اور زندگی کے نصاب العین کے متعلق ہم رکھتے ہیں۔ خدا مسیح میں تھا۔ اس سے کم آپ کیا کہہ سکتے ہیں کہ خدا مسیح میں تھا۔ اور اگر آپ خدا کو مسیح میں نہیں پاتے تو خدا آپ کو کبھی نہیں ملیگا۔

جلال الدین

زنانہ
تپ دق کے مریضوں کے لئے
الموڑہ کا سینیٹوریم

یہ سینیٹوریم الموڑہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کے ذریعے سینکڑوں عورتیں اور بچے اس خوفناک مرض سے صحتیاب ہو گئے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۱)

نورافشان

مطبوعہ ۔ ۶ مارچ ۱۹۲۵ء

تحقیق الاسلام کے خلاف پیغام صلح وغیرہ کا واویلا

دلآزار تحریرات

کسی دوسری جگہ غازی محمود دھرمپال کا ایک ضروری مضمون بعنوان "اسلام کے خلاف دلآزار تصنیفات" درج کیا گیا ہے۔ غازی صاحب نے پادری غلام مسیح کی کتاب "تحقیق الاسلام" اور سوامی دیانند کی "ستیارتھ پرکاش" کے جو حوالے نقل کئے ہیں۔ اُن سے صاف ظاہر ہے کہ ان ہردو کتابوں میں اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم پر نہایت ناپاک حملے کر کے اسلامی دلوں کو سخت مجروح کیا گیا ہے۔ ستیارتھ پرکاش کے متعلق تو قبل ازیں بہت دفعہ چیخ و پکار کی جا چکی ہے جس کی شنوائی آج تک نہیں ہوئی۔ لیکن تحقیق الاسلام کے متعلق صاحب نے پہلی مرتبہ آواز اُٹھائی ہے جس کی تائید مسلمانوں کو متفقہ طور پر کرنی چاہئے۔

جہاں تک مذہبی آزادی کا سوال ہے ہم اس بات سے ہرگز ناخوش نہیں کہ مسیحی حضرات یا آریہ اور ہندو کسی اسلامی مسئلہ پر نیک نیتی کے ساتھ معترض ہوں بشرطیکہ ان کا طرز تحریر اور طریق تخاطب پایۂ ثقاہت سے گرا ہوا نہ ہو۔ لیکن موجودہ حالات میں جو لٹریچر اسلام کے خلاف غیر مذاہب پیدا کر رہے ہیں۔ وہ قطعاً غیر شریفانہ اور مذہبی رواداری کے بالکل خلاف ہے۔ کوئی مسلمان اس قسم کے ناپاک الفاظ جیسے کہ محولہ بالا کتابوں سے غازی صاحب نے نقل کئے ہیں۔ کسی دوسرے مذہب کے پیشوا کے متعلق استعمال نہیں کر سکتا اور نہ اُن کا سننا گوارا کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے مخالفین نے آج مذہبی آزادی کا یہ ناجائز فائدہ اُٹھایا ہے۔ کہ ایسی تحریرات کو وہ بڑے فخر و مباہات کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔

آریوں سے تو ہمیں توقع نہیں کہ وہ اپنی غلط اور شر انگیز روش ترک کرنے پر مائل ہوں۔ لیکن پادری غلام مسیح صاحب کی خدمت میں ہمارا یہ مخلصانہ مشورہ ہے۔ امید ہے کہ قابل پذیرائی سمجھا جائیگا کہ وہ تحقیق الاسلام کے صفحات کو اس قسم کے ناپاک الفاظ اور درشت کلمات سے پاک کر دیں۔ ویسے تو اپنے مطالب کے لحاظ سے بھی یہ کتاب محققین کے نزدیک چنداں قابلِ وقعت نہیں۔ لیکن اس کے دلآزار الفاظ پڑھنے والوں کے دلوں پر اور بھی بُرا اثر پیدا کرنے والے ہیں۔ (پیغام صلح ۲/۲۵)

اسلام کے خلاف دل آزار تصنیفات

پنجاب گورنمنٹ کی توجہ کے قابل

غازی محمود دھرمپال اپنے رسالہ حنیف میں رقمطراز ہیں: پنجاب گورنمنٹ مجھے کتنا ہی پریشان کرے لیکن میں تو سرکار کو محبت کا دیوتا ہی کہونگا۔ مگر اس بات کا کیا علاج کہ یونانی علم الاصنام کے ماہرین نے محبت کے دیوتا کی جو تصویر بنائی ہے اُس میں آنکھیں ندارد ہیں اور انگریزی میں مثل مشہور ہے کہ لو از بلائنڈ یعنے محبت اندھی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ میں تو کفر توڑ وغیرہ کتب کو نہ چھاپتا ہوں نہ فروخت کرتا ہوں۔ مگر محبت کا دیوتا اس پر بھی اپنی محبت کو میرے برخلاف کم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے دوسری طرف محبت کے دیوتا کی چار دیواری کے عین سامنے لاہور ہی میں ایسی ایسی کتب ہزاروں کی تعداد میں شائع اور فروخت ہو رہی ہیں جو انتہا درجہ دلآزار اور فتنہ و شر کے پلندے ہیں۔ اگر محبت کے دیوتا کو علم نہ ہو تو لیجئے میں اُن کا نمونہ پیش کرتا ہوں۔ لالہ دیوان چند نے اپنے پنجابی پریس لاہور میں پادری غلام مسیح کی کتاب بنام تحقیق الاسلام شائع کی ہے۔ جس کے چند فقرات نمونتاً پیش کرتا ہوں۔ پادری صاحب لکھتے ہیں:-

"حضرت محمدؐ کی پاک لاش پورے تین روز اسی جگہ پڑی رہی جس جگہ آپ نے وفات پائی تھی۔ اس عرصہ میں آپکی لاش میں سخت بدبو اور سڑن پیدا ہو گئی وہ ایسی حالت کو پہنچ گئی کہ وہ وہاں سے اُٹھائی ہی نہ جا سکتی تھی۔ نہ اسے کوئی اُٹھا سکتا تھا۔ آپ کا بستر مرگ تک تبدیل کرنے کے قابل نہ رہا تھا۔ آپ کو چوتھے دن کی رات کو دفنانے والے پکارتے ہیں کہ ہم نے اپنے آپ کو فراموش کر کے آپ کو دفن کیا تھا جس جگہ آپ نے وفات پائی تھی ہم خدا ترس دنیا سے پوچھتے ہیں کہ وہ خوف خدا کو دل میں رکھتے ہوئے جواب دیوے کہ حضرت محمد کی لاش کی کیوں ایسی نوبت ہو گئی۔ آپ کی وہ بیویاں کہاں تھیں جنکے قصص و حکایات دنیا نے سنے ہیں۔ آپ کے غلام و رنڈیاں کہاں تھیں۔ جنکی حکایات راویوں نے بیان کی ہیں۔ آپ کے بھائی اور عزیز و اقارب کہاں تھے۔ خصوصاً حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور آپ کی دوسری بیٹیاں اور داماد کہاں تھے۔ آپ کے پیارے اصحاب خصوصاً حضرت ابوبکر اور عمر و عثمان غنی کہاں تھے۔ اگر یہ سب کے سب حضرت محمد کی لاش کی حفاظت کرتے تھے تو پھر ہمارے عزیز حضرت محمدؐ کی لاش کیوں تین دن رکھی گئی کیوں آپ کی لاش کو سڑنے کی نوبت تک پہنچنے دیا گیا:"

تحقیق الاسلام حصہ سوم صفحہ ۸ مطبوعہ پنجابی پریس لاہور

رسول پاک کی لاش مبارک کے سڑنے وغیرہ کے

بارے میں پادری صاحب نے جو تحقیق کی ہے وہ کسی ضعیف سے ضعیف اور ناقص سے ناقص اسلامی کتاب سے اس کا ثبوت نہیں دے سکیں گے۔ اور نہ ہی وہ کسی اجہل سے اجہل مسلمان کو پیش کر سکینگے۔ کہ جس کا عقیدہ یہ ہو کہ رسول پاک کی لاش سڑ اُٹھی تھی۔ وہ کونسا کلمہ گو ہے جو پادری صاحب کے اس سراپا دل آزار کذب وبہتان کو پڑھے اور اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے۔ مگر کیا محبت کے دیوتا نے اس کتاب کو دیکھا؟ اگر دیکھا تو اس نے کیا نوٹس لیا؟

۴۔ پنجاب گورنمنٹ کا محبت کا دیوتا اسی مسیحی مصنف اور ہندو پرنٹر کی اس کتاب کے مفصلہ ذیل فقرات کو بھی پڑھے:۔

حضرت محمدؐ کی۔ وفات ہوئی۔ آپ تیسرے دن زندہ ہو گئے آپ کو بعد کے تین روز بعد دفن کیا گیا۔ پر آپ اکیلے دفن نہیں ہوئے۔ قرآن محمدی بھی آپ کے ساتھ گیا۔ حضرت محمد کی قبر شریف پر زبان قرآن عربی یہ لکھا رہ گیا۔ شاعر مجنون لست انت بمجنون۔ بل ھو شاعر۔ انت مفتر ساحر کذاب رجل مسحورا۔ یقولون ھو اذن۔

۴۔ قرآن محمدی کی بابت کتبہ۔ اساطیر الاولین۔ انک مفتر۔ ان ھذا الا سحر یؤثر

ہم یہاں پر اور کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ مگر ہم صرف محمد مکی اور مدنی کی قبر مقدس کو ان کتبات کے ساتھ چھوڑنا چاہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ بعیرت حضرت محمدؐ کی مدنی قبر کے کتبوں کو پڑھتے رہیں۔

تحقیق الاسلام حصہ سوم صفحہ ۹۴ "

محبت کے دیوتا کیا تجھے علم ہے کہ اس فاضل مسیحی مصنف نے دنیا کے ہم کروڑ مسلمانوں کے آقا و تاجدار کی لاش مبارک کے تذلیل وتوہین کے بعد کس طرح اس سید الانبیاء کی قبر پر شاعر مجنون۔ مفتری۔ ساحر۔ کتاب مسحور وغیرہ کا کتبہ کندہ کیا ہے؟ اور کس طرح اس مسیحی فاضل نے قرآن پاک اور اسلام پاک کے زمین میں دفن ہونے کا اعلان کیا ہے۔ محبت کے دیوتا تیری معلومات کے ذرائع تو بہت وسیع ہیں۔ کیا تو نے اس کا کوئی نوٹس لیا؟ یا کیا تو انتظاری کر رہا ہے کہ مسلمانوں میں شور وشر پیدا ہو اور اُن کے ریزولیوشن تیرے پاس پہنچیں۔ تب تو اس مسیحی مصنف اور ہندو پرنٹر کی مفترکہ شرارت کا سد باب کرنے پر آمادہ ہو؟ محبت کے دیوتا! تیرے کان ہیں اور تو شور کو خوب سنتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کو خدا نے شور کرنے والی زبان ہی نہیں دی۔ نہ وہ شور کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اُن کا زبردست سے زبردست پریس ہے۔ پلیٹ فارم ہے۔ کونسلوں میں اُن کے نمائندے موجود ہیں۔ مگر غالباً وہ زبان کھولنا پسند نہیں کرتے۔ الخ

(پیغام صلح ۲۵/۲ ۲۴)

ہم بھی یہی کہلوانا چاہتے تھے

نورافشاں نمبر سات و آٹھ میں مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اشارہ سے احمدی اصحاب کو مخاطب کیا گیا تھا۔ اور مولانا ثناء اللہ کی تسلی کے لئے نورافشاں نے مرزائی خنازیر کو مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی کے فتوی سے رد کر کے دکھا دیا تھا کہ وہ اب خنازیر کافر و دجال نہیں رہے۔ اگرچہ الفضل کا بیرجانی پیغام صلح چیخ و پکار کرتا رہا۔ پر اس کی نہ تو خلیفہ ثانی نے سنی۔ نہ الفضل نے پروا کی۔ جہان بھر کے عیسائی خنزیر کافر و دجال کے خطابات سے بری کر دیئے گئے۔ پھر ہمیشہ کے لئے آزاد کر دیئے گئے۔ یہ خلیفہ ثانی پر سفر یورپ کے اثر کا نتیجہ تھا اس سے مولانا ثناء اللہ امرتسری کا اطمینان ہو گیا۔ پیغام صلح کی تسلی ہو گئی۔ البتہ مولانا ثناء اللہ اور مرزا صاحب کا معاملہ باقی رہ گیا۔ اس کے لئے خود مولانا موجود ہیں۔ کسی مناسب موقع پر مرزا صاحب کی مسیحائی کا خود فیصلہ کر دکھائینگے۔ نورافشاں کو ان کے معاملہ میں دخل انداز ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔

اس کے بعد مناسب تو یہ تھا کہ الفضل اُن الجھنوں کو سلجھاتا جو اس نے مرزا صاحب کی مسیحائی کے باب میں پیدا کی ہیں۔ جنکا ذکر نورافشاں میں گذر چکا ہے۔ اُلٹا پریشان ہو کر اپنی ۲۸ فروری کی اشاعت میں ذیل کی عبارت لکھتا ہے جو دراصل ہمارے منشا کی ترجمانی کرتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

حوالہ الفضل آگے درج کیا جاتا ہے

نورافشاں ہم نے الفضل کے عنوان بالا کو پڑھ کر نورافشاں نمبر سات و آٹھ و نو کے مضامین پر پھر نظر ڈالی تا دیکھیں کہ پادری عبدالحق صاحب کا چیلنج احمدی صاحبان کو دیا گیا ہے یا نہیں۔ یا نورافشاں نے پادری عبدالحق صاحب کے نام سے احمدی اصحاب کو چیلنج دیا ہے یا نہیں؟ پر کہیں نہ ملا۔ پھر ہم نے احمدی دوستوں کو چیلنج دینا ہی کیوں تھا ہمیں تو آج تک یاد ہے کہ ہمارے بزرگ فاتح قادیان مرحوم ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب آنجہانی مرزا صاحب کو اور آپ کی مسیحائی کو وہ شکست دے چکے ہیں جس نے احمدیت کے بانی کی بنی بنائی ہمیشہ کے لئے کھو دی۔ اس کی شاہد آجتک کی غیر احمدی مسلم آبادی موجود ہے۔ پھر بھلا ہم احمدیوں کو کیوں چیلنج دینے لگے تھے۔ حضرات ہم نے تو ایک مشورہ دیا تھا کہ آپ خلافت پناہ خلیفہ ثانی کو پادری عبدالحق صاحب کے مقابل کھڑا کر کے احمدیت کے عقائد خصوصی کا فیصلہ کرا لیں۔ ظاہر ہے کہ مشورہ تھا چیلنج نہیں ہے۔

اگر نورافشاں کے اس مشورہ کو آپ نے پادری عبدالحق صاحب کا چیلنج سمجھ لیا ہے تو ہم یہ بھی دریافت کرنے کو تیار ہیں کہ کیا آپ نے مولانا ثناء اللہ صاحب کے دعوے

کو قبول کر لیا ہے یا نہیں کہ مرزائی خنازیر اب تک زندہ ہیں اور یہ کہ مرزا صاحب کو خنازیر کے قتل کرنے میں ہرگز کامیابی نصیب نہیں ہوئی ؟ اس وجہ سے مرزا صاحب ہرگز مسیح موعود نہیں ہے اور اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے تقدس مآب خلیفہ ثانی کے اس فتوے کی بطالت کا اقرار کر لیا ہے یا نہیں جو آپ نے عیسائیوں کے کفر کی تقویت میں دیا تھا ؟ لہٰذا اگر حضور انور نے ہمارے مشورے کو چیلنج سمجھنا ہے تو پیشتر ان دونوں باتوں کا صفائی سے اقرار شائع فرما دیں۔

ایک اور گذارش یہ بھی ہے کہ چونکہ آپ تحریری مباحثہ کا اعلان کرتے ہیں۔ اس لئے پادری عبدالحق صاحب سے تحریری مباحثہ کرنے سے پیشتر تحقیق الاسلام کا جواب بصورت تحریر پہلے موجود کر دیں۔ کیونکہ مولینا ثناء اللہ امرتسری نے مرزا صاحب کے خنازیر میں سے خاص طور سے پادری عبدالحق صاحب کے ساتھ احمدیت کے محافظوں کے روبرو پیش کیا ہے۔ جب آپ تحقیق الاسلام کے تحریری جواب سے فارغ ہو جائینگے تب حسب ضرورت پادری عبدالحق صاحب بھی احمدی اصحاب سے تحریری مباحثہ کرنے کے لئے میدان میں نکل آئینگے۔ جب تک احمدی بزرگ تحقیق الاسلام کا جواب نہیں لکھتے تب تک تحریری مباحثہ کا نام نہ لیں۔

مدیر الفضل نے چیلنج مذکورہ کو قبول کرنے سے پیشتر نہ صرف مسبوق الصدر امور کا خیال کرنا تھا بلکہ آپ کو پادری عبدالحق صاحب کی حیثیت کا بھی خیال کر لینا تھا کہ آپ مسیحیت کے مسلمہ و مصدقہ خادم الدین ہیں جو مسیحیت کی محافظت و اشاعت کے مسلمہ طور سے ذمہ وار ہیں۔ اُن کے ساتھ مباحثہ کی یہ شرط لگانا کہ چالیس پادری اور دو بشپ اُن کی امامت کی تصدیق کریں۔ احمدی اصحاب کی مباحثہ سے فراری پر صریحاً حجت ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ احمدی اصحاب تقدس مآب خلیفہ ثانی کی بابت ہرگز چالیس مستند مولوی اور دو امام المسلمین کی طرف سے یہ اعلان قیامت تک شائع نہیں کر سکتے کہ تقدس مآب خلیفہ ثانی ہمارا مسلمہ امام ہے آپکا ساختہ پرداختہ نہیں منظور ہے پس ایسے حال میں آپ کا پادری عبدالحق صاحب کی بابت شرط مذکور لگانا مباحثہ تحریری سے صاف فراری کرنا ہے۔

اس کے سوا آپ کا جناب مولوی شمس صاحب کے مولوی فاضل کی ڈگری پر اترانا بھی بے جا ہے۔ کیونکہ ہم نے کسی مولوی فاضل کے احمدی ہونے کا کبھی انکار نہیں کیا ہم تو یہ بھی مانتے ہیں کہ احمدیوں میں بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل بی اور ڈاکٹر آو دو شی بھی پائے جاتے ہیں جو ایل۔ ایل بی فیل حضرت مرزا کے مرید ہیں۔ حضرات ہمیں انکار اسلامی علم الٰہی کے ماہر مولوی صاحبان کے احمدی ہونے کا ہے اور ہمارے اسی دعوے پر مولوی فاضل کا حوالہ دیکر آپ خود بھی صاد کر دیا ہے

مزید براں ہم اپنے فاضل ہمعصر کو یہ بھی بتلا دیتے ہیں کہ آپ کو پادری عبدالحق صاحب کے چیلنج کی غلط فہمی ہوئی ہے۔ یوں تو حضرت مرزا صاحب کے مسیحائی کا دم بھرنے کے دن سے سرزمین قادیاں چیلنجوں کی سیاہ گھٹاؤں سے ہمیشہ گھری چلی آئی ہے اور گھری رہیگی و دہاں چیلنج جو من مارک سے بھی ہزار چند زیادہ سستے رہے ہیں چیلنج بازار مباحثہ میں قدر و قیمت ہی نابود ہو چکی ہے۔ ممکن ہے کہ جو چیلنج جناب والا نے پادری عبدالحق صاحب کا سمجھا ہے وہ حضرت پادری سلطان محمد پال صاحب کا چیلنج ہو۔ جو انہوں نے جناب مفتی ڈاکٹر محمد صادق صاحب کے نام دیا ہوا ہے۔ جو زرافشاں میں نکل چکا ہے۔ اگر آپ نے حضرت سلطان محمد صاحب کا چیلنج منظور کیا ہو تو پھر یاد کر کے تحریر فرمائیں۔ پادری عبدالحق صاحب تو تمام پنجاب میں احمدیت کو شکست فاش دے چکے ہیں۔ پھر احمدی اصحاب کو کیوں چیلنج دینے لگے تھے ؟ لہٰذا آپ کو پادری عبدالحق صاحب کے چیلنج قبول کرنے میں ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس کی اصلاح فرمائیں۔

اگر تقدس مآب خلیفہ ثانی کی ایک لاکھ روپیہ جمع کرنیکی اپیل کو مریدوں پر مؤثر کرنے کے لئے پادری عبدالحق صاحب کے نام کا خود ساختہ چیلنج منظور کر لیا گیا ہے پھر ان شرائط کے ساتھ منظور کر لیا گیا ہے جنکا آپ ذکر کر چکے ہیں تو آپ مختار ہیں کہ اس چیلنج کی منظوری کا بے خبر اور سادہ لوح احمدی صاحبان کو چٹھہ دکھا کر روپیہ جمع کر لیں۔ پر ہمارے نزدیک آپ کا یہ فعل بھی ناجائز ہی رہیگا۔ آپ خواہ اسے کیسی ہی نگاہ سے کیوں نہ دیکھیں۔ پس اگر آپ نے اسی مقصد کے لئے پادری عبدالحق صاحب کا فرضی چیلنج منظور کر لیا ہے کہ ایک لاکھ روپیہ جمع کرنے میں سہولت حاصل کریں تو آپ اس سے فائدہ اُٹھانے میں ضرور مختار ہیں۔ یہ آپ کی قدر عنایت فرمائیں کہ اپنی نقلی فتوحات کی ڈینگیں مارنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ زمانہ روشنی کا ہے۔

پادری عبدالحق صاحب کا چیلنج منظور۔

(زرافشاں لاہور ابھی باب اللد پر الدجال کی ہلاکت کے بعد لاہور میں پناہ آئی ہے)

میں پادری عبدالحق صاحب کی پوزیشن یہ ظاہر کی گئی ہے کہ وہ

"کہ وہ مسیحیت میں وہی مرتبہ رکھتے ہیں۔ جو آپ (احمدیوں) کے امیر، امام و خلیفہ کا ہے"

اور بتایا گیا ہے کہ احمدی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے جناب شمس مولوی فاضل کو دیہاتی قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ پنجاب یونیورسٹی کے سند یافتہ مولوی فاضل ہیں اور اس بستی کے رہنے والے ہیں جو ناصرہ سے بہت بڑی ہے۔ اس لئے ہم پادری صاحب کے متبعین کا چیلنج

منظور کرتے ہیں اور گو وہ کئی بار احمدی مبلغین سے ہزیمت کھا چکے ہیں۔ لیکن ہم ان کو پھر موقعہ دیتے ہیں وہ مبحث مقرر کر کے بعد تصفیہ شرائط ہم سے مباحثہ کرلیں مگر یہ مباحثہ تحریری ہوگا تاکہ بعد میں آپ کو حسب معمول اپنی فتح و نصرت کی جھوٹی خبریں اڑانے کا موقعہ نہ ہے۔ یہ تحریری پرچے مجلس عام میں سُنائے جائینگے۔ ہاں یہ ضروری ہوگا کہ پہلے پادری عبدالحق صاحب اپنی ظاہر کردہ پوزیشن کا ثبوت دینے کے لئے کم از کم چالیس پادریوں اور دو بشپوں کی طرف سے اعلان کرائیں کہ ہم پادری عبدالحق صاحب کو اپنا امام و سردار سمجھتے ہیں۔ اس کا ساختہ پرداختہ ہمیں منظور ہے اور اس کی فتح و شکست ہم اپنی فتح و شکست سمجھتے ہیں۔ (الفضل ۲۸ ۲/۲۵)

دیہاتی علم الاقتصاد

گذشتہ سے پیوستہ

تعلیم۔ زمین کے بعد محنت سب سے زیادہ اہم اور لابُد عامل پیدائش ہے۔ بہتر کام کرنے کے واسطے لازمی ہے کہ محنت کرنے والے محنت کشی کے لائق اور قابل ہوں ان تمام جملہ اسباب میں سے جو محنت کو لائق اور قابل بناتے ہیں۔ تعلیم کو ایک جزو اعظم قرار دیا جاسکتا ہے۔

ہندوستانی مزدور یا کاشتکار۔ صابر۔ محنت کش جانفشاں آبد حاضرہ ملکی حالات کے مطابق اوسط درجہ کا ماہر ہے۔ لیکن باوجود ان سب اوصاف وہ عموماً لاتعلیم ہوتا ہے۔ سنہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں ۷ء۲ فیصدی اشخاص خواندہ تھے مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق خواندہ اس کو قرار دیا جاتا ہے جو ہندوستان کی ۱۵۰ زبانوں میں سے کسی ایک زبان میں خط لکھ سکے اور اس کا جواب بھی پڑھ سکے۔ بموجب رپورٹ مردم شماری کثیر التعداد لوگ لاتعلیم تھے۔ یعنی ۹۱ء۷ فیصدی مرد و عورت لاتعلیم اور جہالت کے تنگ و تیرہ گڑھے میں افتادہ ہیں۔ بلحاظ رقبہ اور وسعت دنیا میں تین بڑے ملک ہیں چین اور ہندوستان جن میں تعلیمی نسبت حسب ذیل ہے۔

روس ۱۰ فیصدی۔ ہندوستان ۷ء۲ فیصدی
چین ۴ فیصدی تھا

تمام دیگر ممالک مثلاً انگلستان۔ شمالی امریکہ۔ کنیڈا۔ آسٹریلیا۔ فرانس۔ نیوزیلینڈ اور جرمنی میں خواندوں کی تعداد فیصدی نوے ہے۔ جاپان جو براعظم ایشیا میں بلحاظ رقبہ چھوٹا ملک ہے اس میں اب ۹۵ فیصدی خواندہ زن و مرد پائے جاتے ہیں اور برخلاف دیگر مہذب مغربی ممالک ۵ فیصدی لاتعلیم پائے جاتے ہیں۔ ۵۰ سال اس سے پیشتر حالات بصورت دیگر تھے۔ زندگی کے ہر صیغے اور شعبے میں جاپان ہندوستان سے کہیں بدتر تھا۔ لیکن اس قلیل عرصہ میں اس چھوٹے سے ایشیائی ملک نے اس قدر ترقی کر دکھائی کہ اہل مغرب کو حیرانگی سے انگلی منہ میں ڈالنی پڑی۔ کہاں وہ ہیچ ایشیائی ملک اور کہاں اب ترقی کے عرش بریں پر۔ دنیا کے سرکردہ ممالک میں خود جگہ بنالی اور ہستیوں کے لئے قابل رشک بنگیا۔ اب دنیا کی تین بڑی طاقتوں میں سے ایک ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس معجزانہ ترقی کا کیا باعث ہے؟ کوئی فوق العادت قوت اس حیرت انگیز ترقی کی موجب نہیں۔ نہ ہی ملکی اور طبعی حالات کا انقلاب یا رسم و رواج کا تغیر و تبدل۔ اس ترقی کا حقیقی سبب ہے عوام الناس کے نکتہ خیال کی تبدیلی۔۔۔ اور اس تبدیلی کا موجب عام اور اعلیٰ تعلیم۔ غیر ملک میں سیر و سیاحت کا اشتیاق اور سب سے نتیجہ خیز امر اپنی مالی۔ اقتصادی اور تجارتی حالت کی افتادگی اور کمزوری کا گہرا احساس۔ جب اس احساس نے لوگوں کے دلوں میں پوری استحکامت سے جگہ لے لی تو جاپانی لوگوں نے بہتر مغربی ممالک میں جانے کا قصد کر لیا۔ بہتوں نے اپنا گھربار خویش و اقارب چھوڑ مغربی ممالک کی راہ لی۔ اور ہر شعبے اور ہر صیغے کی نئی نئی باتوں کا ملاحظہ کیا اور خود سیکھا۔ واپس آکر انہوں نے اور نرالے طریق پیدا کئے اپنے عزیزوں اور ہم قوم کو سکھائے اور خود اختیار کئے تعلیمی اور حربی انتظام میں انہوں نے جرمنی کی تقلید کی جہازوں کی تعمیر میں اہل برطانیہ کی۔ اور دیگر تجارتی کاروبار میں امریکہ اور فرانس کی معلومات سے فائدہ اٹھایا۔

جب ان ۹۰ فیصدی خواندہ اشخاص میں آدمی عورتیں سکولوں اور کالجوں کے طلبا زن و مرد شامل ہیں۔ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری سے صاف عیاں ہے کہ گذشتہ دس سالوں میں تعلیم یافتہ اشخاص کے شمار میں عنقریب چالیس لاکھ کا اضافہ ہوا ہے اور تعلیم یافتہ مستورات کا شمار ایک فیصدی سے ۲ء۱ فیصدی تک بڑھ گیا ہے۔ تمام صوبجات نے اس عرصہ میں خاص ترقی کر دکھائی ہے۔ لیکن حیدرآباد و ریاست میں تنزل ظہور پذیر ہوئی ہے۔ ایک ہزار میں ۷۱ تعلیم یافتہ تھے۔ اب ہزار میں صرف ۶۵ ہیں۔

موجودہ طریقہ تعلیم قابل اعتراض اور پُر نقائص قرار دیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ یہ خالص علمی ہے اور عمل کا اس میں دخل نہیں۔ یعنی صنعت و حرفت۔ زراعتی اور سائنس کی تعلیم میں اسی عرصہ میں حسب دلخواہ ترقی ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ سرکار عالیہ اور دیگر قومی اور مذہبی انجمنوں نے اس کمزوری کو محسوس کیا ہے اور اس لئے گذشتہ چند سالوں سے چند ان تبدیلی واقع ہوئی۔ اس کمی اور کمزوری کے دور کرنے میں از حد جد وجہد ہو رہی ہے۔ بہت سے اسباب بہم پہنچائے جا رہے ہیں۔ جنکے ذریعہ سے اس قابل اعتراض بات کا حسب دلخواہ تدارک ممکن ہوجائیگا۔ بہت سے کالج اور سکول کھولے جا رہے ہیں۔ جن میں ہزاروں کی



تعداد میں لڑکے اور لڑکیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں صنعت و حرفتی مدارس قائم کئے جا رہے ہیں جنکی طفیل ہزاروں ہندوستانی نوجوان تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن اگر بہ نظر دیکھا جاوے تو یہ امر بھی بخوبی روشن ہو جاویگا کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں میں حصول علم کی حقیقی بھوک اور پیاس پیدا نہیں ہوتی۔ جونہی یکتبی تعلیم ختم ہوئی کتابوں کے مطالعہ کے وجہ سے اپنے آپ کو سبکدوش تصور کرتے ہیں۔ اس لئے علمی تعلیم اسی قدر اعلیٰ پیمانہ کی نہیں جیسی کہ ہونی چاہئے۔ کثیر التعداد والدین اپنے بچوں کو ملازمت کروانے کی غرض سے تعلیم دلواتے ہیں۔ بچوں کو فطرتی اور سرشتی میلان اور رغبت کا لحاظ کر کے تعلیم دلوائی نہیں جاتی۔ اس لئے بہت سے والدین کو ناچار کفِ افسوس ملنے پڑتے ہیں۔ جبکہ اُن کے بچے اُن کی حسب مرضی ترقی کرتے نظر نہیں آتے ناکامی اور مایوسی کے باعث طالب علم بھی ہمت ہار بیٹھتے ہیں اور اُدھر والدین بھی پست حوصلہ ہو جاتے ہیں۔ اگر بہ جانب دیگر سائنس کی تعلیم پر بھی غور و خوض کیا جاوے تو یہ امر کما حقہ عیاں ہو جائیگا۔ اکثر طلبا علمی شوق اور مذاق سے لیبرٹری میں کام نہیں کرتے۔ اگرچہ اُن میں نئی نئی باتوں کے دریافت کرنے کا ملکہ تو ہوتا ہے لیکن اُنہیں عموماً دستی کار سے عار ہے۔ عدیم الصبری اور ناصبوری کی وجہ اکثر کم حوصلگی سب تمناؤں اور آرزوں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ اس لئے سب کو خیرباد کہہ الگ ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی اس جانب میں ترقی ابھی تک رکی رہی ہے۔ طلبا بات کی تہ تک پہنچنے کی سعی اور کوشش نہیں کرتے۔ ہر چھوٹی بات کو امتحان پاس کرنے کی غرض سے زبانی یاد کر لیتے ہیں۔ اس لئے ہمارے ملک میں نئی باتوں کے دریافت کا شوق اور مذاق نہیں۔

ہم اوپر کنایتہً بیان کر آئے ہیں کہ ہندوستانی کارندوں کو دستی کار سے بالکل گریز ہے۔

کھیت یا کارخانہ میں کام کرنا بے عزتی کا باعث تصور کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ دستی کار دماغی قویٰ کو محرک کرتی ہے اور یہی وجہ ہندوستان کا حاضرہ نظام تعلیم قابلِ اعتراض قرار دیا جاتا ہے لاعلمی اور دماغی تیرگی ملک کے لئے نہایت نقصان دہ ... ہے۔ جس ملک میں محنت کی یہ حالت ہو وہاں ترقی کرنا کار آساں نیست۔

عام لوگوں کا خیال ہے کہ حصول تعلیم بہت قیمتی اور صاحبِ دولت اور متمول اشخاص کا شغل ہے لیکن درحقیقت تعلیم نہیں بلکہ لاعلمی اور جہالت گراں اور قیمتی ہے۔ اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہنچانے کے لئے ہم زیادہ تفصیل سے بیان کرینگے۔ اس کو ثابت کرنے کے لئے زیادہ لازم ہوگا کہ ہم اُن اخراجات و مصارف کا بہ نظر غور ملاحظہ کریں جو کہ دو دس سالہ لڑکوں پر صرف ہوتے ہیں۔ فرض کریں کہ یہ دو لڑکے ایک ہی دن مختلف مشاغل میں مشغول ہوتے ہیں۔ ایک حصولِ علم کی غرض سے سکول میں ہو جاتا ہے۔ اور اس کے والدین کا ارادہ ہے کہ اُسکو اعلیٰ تعلیم دلوائیں اور دوسرا لڑکا اسی روز حصول روزگار میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اول الذکر اپنے روزینہ کی روٹی کما لیتا ہے۔ اور بجانب دیگر طالب العلم پر اس کے والدین ۱۲۰ روپیہ سالانہ کا تصارف کرتے ہیں۔ اور اگر اوسطاً یہی خرچ رکھ لیا جاوے تو اٹھارہ سال کی عمر تک اس کی تعلیم اور پرورش پر ۹۶۰ روپیہ خرچ آویگے فرض کرو کہ دوسرا لڑکا سو روپیہ سالانہ کما لیتا ہے اور آٹھ سال کے عرصہ میں محض اپنی پرورش کے لئے آٹھ سو روپیہ کماتا ہے۔ فرض کرو کہ اول الذکر انٹرنس پاس کر کے کالج میں بغرض حصولِ اعلیٰ تعلیم کالج میں داخل ہو جاتا ہے۔ اُس کے والدین اوسطاً تین سو (۳۰۰) روپیہ سالانہ کا تصارف اُس پر کرتے ہیں۔ اگر وہ ہر سال کامیاب ہوتا رہے تو چار سال میں اُس پر کل خرچ بارہ سو روپیہ آئیگا۔ اسی عرصہ میں دوسرے لڑکے نے ۴۰۰ روپیہ اور کمایا ہوگا جس میں اُس کی پرورش کے اخراجات اُسے میسر ہوتے ہونگے۔ اس عرصہ میں پڑھنے والا لڑکا گریجوایٹ ہو جاتا ہے اور اسی روپیہ ماہانہ پر کام شروع کرتا ہے۔ سو پہلے سال میں وہ ۹۶۰ روپیہ کماتا ہے جو رقم اُس رقم سے زیادہ ہے جو دوسرا لڑکا آٹھ سال میں کماتا ہے۔ اب اُس کی تنخواہ میں ہر سال خاطرخواہ اضافہ ہوتا ہے۔ اگر دس روپیہ سالیانہ اضافہ ہوتا رہے تو دوسرے سال میں وہ عنقریب ۱۰۸۰ روپیہ کما لیتا ہے۔ اب فرض کیجئے کہ تعلیم یافتہ آدمی ۴۸ سال کی عمر تک کام کرتا رہتا ہے اور اتنے عرصے میں کم از کم ۱۱۳۰۰۰ روپیہ کمائے ہونگے۔ جبکہ لاعلم شخص صرف ۴۷۴۰ روپیہ کمائیگا۔ لیکن تعلیم یافتہ پر اُس کے والدین نے ۲۰۰۰ روپیہ خرچ کیا۔ اب اُن دونوں کا مقابلہ کریں۔ لاعلم شخص اپنی تمام زندگی میں بہترین حالات کے زیر ۴۷۴۰ روپیہ کماتا ہے اور عنقریب تمام اپنی معاش پر صرف کر دیتا ہے۔ اکثر حالات میں لوگ قرضدار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ عیال و اطفال کی زیادتی کے باعث آمدن سے خرچ زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ لیکن ہم اُن حالات کو قطع نظر کر دیتے ہیں اور اُس کی حالت کا ملاحظہ اس کے بہترین حالات اور نواحیات میں کرتے ہیں۔ چونکہ وہ لاعلم ہے۔ اس لئے اُسکا مختلف بیماریوں کا شکار رہنا جو کہ ہمارے ملک میں کثرت سے پھیلی رہتی ہیں۔ زیادہ ممکن ہے۔ اس لئے اس کے اخراجات اور بھی زیادہ ہونگے۔ وہ اپنے بچوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے کچھ نہیں کریگا۔ اپنی صحت کے اسباب کو مہیا نہ کر سکیگا۔ تاکہ اُسکی

ماہریت اور ہنرمندی میں ترقی ہو۔ سوائے قرضہ کے کچھ اندوختہ نہ چھوڑیگا۔ اگر اس کے برعکس تعلیم یافتہ کی آمدنی پر غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ وہ زندگی میں ۱۱۳۰۰۰ روپیہ کماتا ہے۔ وہ اچھی حالت میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ بچوں کو اچھی تعلیم دلواتا ہے اور پس مرگ کافی اندوختہ پس ماندگوں کے لئے چھوڑ جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اس جگہ ہم فضول خرچ ہندوستانی تعلیم یافتہ کی حالت کا ملاحظہ نہیں کرتے اور نہ ہی کچھ ایسے آدمی زیر بحث ہے۔ بلکہ ایک عام اوسط درجہ آدمی کا ملاحظہ کر رہے ہیں۔ اس آسان مثال میں ہم نے لاتعلیم آدمی کی آمدنی کو دیکھا اور بہ تقاضائے انصاف اُن کو اچھا موقع بھی دیا۔ اُس کی زیادہ سے زیادہ آمدنی فرض کی۔ جس حال کہ گریجوایٹ کی ہم نے کم سے کم آمدنی فرض کی۔ اگر وہ اس سے زیادہ تعلیم حاصل کرتا تو ممکن ہے کہ وہ وکیل یا مجسٹریٹ ہو جاتا اور اُس کی آمدنی بھی اسی قدر زیادہ ہوتی۔ ہندوستان میں بہت سے ایسے وکیل پائے جاتے ہیں جنکی ماہانہ آمدنی عنقریب آٹھ دس ہزار ہے۔ اس سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ تعلیم کسی شخص کی کمانے کی قابلیت کو بڑھا سکتی ہے

ای۔ چارلس بھٹی ایم۔ اے

یادِ رفتگان

ناظرین نور افشاں کو یہ غمناک خبر دینا چاہتا ہوں کہ مورخہ سات فروری کی شام یا رات قریباً ۹ بجے رات کے ماسٹر ولیٹس ٹیڈل جو سب سے چھوٹا اپنے خاندان میں تھا مسٹر ٹیڈل کا لڑکا عمر قریباً ۱۵ برس عین جوانی کے عالم میں اس دنیائے عالم کو چھوڑ، نادیدنی کو رحلت فرما گیا اور اپنی عزیز ماں اور بہن بھائیوں کو اور رشتہ داروں کو ہمیشہ کے لئے داغِ مفارقت دے گیا۔ اُس کی والدہ جوانی کی پاکیزہ زندگی کو دیکھ دیکھ کر ناز کیا کرتی تھی۔ موت سے قریب آدھ گھنٹہ پیشتر چند پادری صاحبان اور اُن کی میم صاحبہ اور میں بھی اُس کی چارپائی کے پاس موجود تھے اور اُس سے دریافت کرتے تھے کہ کیا تم خداوند مسیح کے پاس جانے کو تیار ہو وہ جواب دیتا تھا کہ میں بہت خوش اور تیار ہوں۔ دعا سے پہلے اور دعا کے بعد بھی مرحوم کے کلمات سلامتی اور اطمینان سے بھرے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ مسیح کی گود میں جانا چاہتا ہے۔ اور قریب آدھ گھنٹہ کے بعد بڑی خوشی سے اس جہانِ فانی سے عالمِ بقا کو روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن یعنی بروز اتوار ۸ تاریخ کو جنازہ ۴ بجے شام کو پادری بی ایل رائے صاحب نے پڑھا۔ جنازے کے ساتھ بہت بھیڑ تھی بلکہ کئی ہندو مسلمان بھی موجود تھے۔ عبادت کے بعد مرحوم کی لاش کو سپردِ خاک کیا گیا۔ مرحوم کی جدائی سے والدہ اور بھائی بہنوں اور رشتہ داروں کو سخت صدمہ گذرا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ مرحوم کے عزیز و اقارب کو ۔۔۔ اپنی دعاؤں میں یاد کریں۔ تاکہ اُن کو تسلی ہو

راقم۔ این بیجمن۔ مرحوم کا انکل۔

سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کنونشن

سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے متعلقین کو اور مختلف سنڈے سکولوں اور کرسچن اینڈیور کی سوسائٹیز کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ کنونشن مذکور گجرات میں ۱۷ تاریخ سے ۲۰ اپریل تک ہو گی۔ اس کا پہلا جلسہ ۱۷ اپریل کی شام سے شروع ہوگا۔ اور ۲۰ اپریل کی صبح کے ۱۰ بجے ختم ہو جائیگی۔ انہیں اجلاس میں دو انعام ایک مبلغ ۱۵ روپیہ کا دوسرا مبلغ ۱۰ روپیہ کا ان اشخاص کو دیا جائیگا جو ۱۲ اپریل کے سنڈے سکول کو عمدہ تصویریں دکھائینگے جو اعمال کے تیسرے باب سے لیا جائیگا۔ یہ تصاویر اصلی اور خود ساختہ ہونا چاہئے جن کے ساتھ تشریح کے نوٹ بھی لکھے ہوں۔ یہ تصاویر اپنے سنڈے سکول کے ڈیلیگیٹوں کے ہاتھ کنونشن میں روانہ کی جائیں۔ یا براہ راست کنونشن کے سکرٹری کے پاس بھیجی جائیں۔

المشتہر مس۔ ای۔ جے مارٹین
سکرٹری ایس۔ ایس پنجاب یونین۔
پٹھانکوٹ

اشاعتِ تحقیق الاسلام در عوام

مائی ڈیر ایڈیٹر۔ اگرچہ بدقسمتی سے مجھے اب تک بالا مندرجہ عنوان کی زیارت نہیں نصیب ہوئی۔ مگر میں بقول مولانا عبدالرحمن جامی ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

چنانچہ اُن تمام اعتراضات سے جو مسیحیوں پر رومن کیتھولکوں مسلمانوں، شیعوں اور سنیوں سے ہوئے۔ اس کتاب نایاب اور لاجواب کی اہمیت یہاں تک پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ مجھے بے ساختہ قلم اُٹھانا پڑا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

کوئی کتاب کیسی ہی جامع و مانع کیوں نہ ہو مگر تعلیم یافتہ صاحبان کے بے علم ناخواندہ آدمیوں کے کان تک اس کی آواز نہیں پہنچ سکتی اور وہ



فائدہ جو مصنف عالی دماغ کے مفہوم میں اس کتاب کے ذریعے عوام تک پہنچ سکتا ہے گویا چند دماغوں کے صندوقوں میں مقفل رہتا ہے اور اچھا خاصہ نتیجہ ترتیب نہیں ہوتا۔

مجھے سوچتے سوچتے یہ ترکیب سوجھی کہ اس کتاب کی اشاعت نہ صرف اڈیشنوں کے اشکال میں بلکہ اس کے جاننے والوں اور سمجھنے والوں کی زبان سے ہونا چاہیے۔ بعض بعض مبشران انجیل اقدس جو اس سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں اور جنکا دل و دماغ کم سے کم مصنف تحقیق الاسلام سے موافق ہو وہ سب اس کتاب کے اصل مضامین سے تربیت پذیر ہو کر اسی خاص کام پر مقرر کئے جائیں۔ اُن کا فرض ہوگا کہ شاہراہوں، بازاروں شہروں قصبوں میں جہاں جہاں زیادہ تر آبادی مسلمان بھائیوں کی ہو اُن کے سامنے منادی کریں۔ مجھے یقین ہے کہ اس طرح سے وہ لوگ جو موجودہ حنفی اسلامیت سے رنگے ہوئے نظر آتے ہیں آگاہ ہو جائینگے اور ہمارے خداوند مسیح تک وہ پہنچنے میں جناب محمد صلعم کا اسلام جو اُن کی وفات سے قبل تھا شاہراہ ٹھہریگا۔ بے شک اس مقدس کام کے لئے ایک رقم کثیر کی ضرورت ہے۔ وہ امید ہے کہ چند خیر مند مسیحی جو چاہتے ہیں کہ اولاد اسمٰعیل بھی اس برکت میں حصہ پائے جو خداوند مسیح سے تمام اقوام انام تک پہنچتی ہے۔ مہیا کرینگے۔

میں نے اس دیوار میں سے ایک اینٹ نکالی ہے۔ یقین ہے کہ دیگر معزز ناظرین زر افشاں اسکو بڑھا کر ایک عالیشان پھاٹک بنا دینگے

راقم کیدار ناتھ منت از کانپور

قطعہ تاریخ شعر بافتگی تمغہ جناب حشمت

لکھے ہیں کیا ہی مضامیں جناب حشمت نے
ظہوری جنکو نہ پہنچے نہ پائے خاقانی
نگینوں میں صنعت منقوطیں سنہ اے منت
ملا ہے کیا ہی عجیب تمغہ زر افشانی

از منت

ایک ہفتہ میں ۲½ لاکھ کی کتابوں کی ضرورت

کشمیری ہمعصر لکھتا ہے:- "متھرا میں کنہیے کو تو سوامی دیانند کی جنم شتابدی کا جلسہ تھا۔ لیکن اسی سلسلہ میں یہاں اور بیسیوں قسم کے جلسے ہوئے بجائے کانفرنس، ٹمپرنس کانفرنس۔ شادی بیوگان کانفرنس۔ آریہ پولیٹیکل کانفرنس۔ آریہ سمیلن، ولت ادھار کانفرنس۔ شدھی کانفرنس، قومی مشاعرہ۔ ذات پات توڑک کانفرنس، سادھو کانفرنس، ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ لوگ باہر سے آئے۔ جن میں پنجاب کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔ پانچسو والنٹیر تھے۔ دوکانوں میں سب سے زیادہ دوکانیں کتابوں کی تھیں اور معلوم ہوتا تھا کہ کتابوں کا ایک شہر آباد ہے۔ سات دن کے اندر ۲½ لاکھ کا ہندو لٹریچر فروخت ہو گیا۔"

(الفضل)

عیسائیوں کی کوشش

چند سال کی بات ہے کہ چمڑے پر لکھے ہوئے ایک نسخہ قرآن کے ملنے کی .. رائٹر نے خبر دی تھی جو موجودہ قرآن حمید سے مختلف بتایا جاتا تھا۔ اور جس کے ترجمہ پر ایک انگریزی اخبار نے ½ لاکھ روپے خرچ کرنے کا اعلان کیا تھا۔ مگر وہ "قرآن" دنیا کے سامنے آجتک نہیں آیا۔ اب رائٹر نے خبر دی ہے کہ شام میں کوئی نیا قرآن ملا ہے۔ جو عربی میں نہیں بلکہ شامی زبان میں ہے۔ موجودہ قرآن پاک سے بالکل مختلف ہے اور "اصل قرآن" کا ترجمہ ہے اس کا بڑی محنت سے انگریزی میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ یہ قرآن فلسطین میں ہے

معراج نبوی کو جسد عنصری تو اور دے کر علماء اسلام عجیب مخمصے میں گرفتار ہیں اب برق کی نسبت ایک مولانا نے لکھا ہے کہ وہ دمدار ستارہ تھا۔ سوجھی تو خوب ہے آپ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے گھوڑا ہی سمجھ لیا ہو۔ (رد)

خبریں

لندن ۳ مارچ۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم عدن لکھتا ہے۔ جدہ سے آنے والے پناہگزیں راوی ہیں کہ اہل نجد جدہ کے قریب آپہنچے ہیں۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے پر گولہ باری کر رہی ہیں۔ اہل نجد کے لوگوں نے ورجن کے قریب باشندوں کو نقصان پہنچایا۔ اور چند مکانات تباہ کر دیے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اہل نجد قریب آکر رطنے سے کتراتے ہیں۔ جدہ کی حالت نازک نہیں۔ مساوا سے کنفدہ کی راہ سے مکہ میں سامان خورد و نوش پہنچ رہا ہے۔

(روزانہ زمیندار)

پیرس ۳ مارچ۔ ہاواس ایجنسی کا ایک پیغام مظہر ہے کہ اخبار "پٹیٹ پریسین" کے بیان کے مطابق حکومت فرانس نے بیو انگورہ کو اطلاع کر دی ہے کہ ترکی عساکر جو ولایت شام میں سے گذرینگے وہ محض ایسے عساکر ہونگے جو کردستان کے اندر قیام امن کے لئے نہایت ضروری ہوں۔ (رر)

پیرس ۳ مارچ۔ ایک فرانسیسی ذریعہ کی اطلاع مظہر ہے کہ شب گذشتہ لارڈ کریو ابر طانوی سفیر نے برطانیہ موسیو ہریٹ کے ساتھ ملاقات کی اس ملاقات کا موضوع یہ بات تھی کہ حکومت فرانس نے حکومت ترکیہ کو شام کی ریلوں پر کردستان کی طرف فوجیں لے جانے کا اختیار دے دیا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں حکومت فرانس نے حکومت برطانیہ کو

کو یقین دلایا تھا کہ ریلیں کبھی ترکی کے عساکر کے لئے استعمال نہ کی جائینگی۔ لیکن اگر عساکر کا یہ نقل و حرکت محض بغاوت فرو کرنے کی نیت سے عمل میں آ رہی ہے تو حکومت برطانیہ کو کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اگر ترکوں نے اس سہولت اور آسانی سے فائدہ اٹھا کر جو انہیں دی گئی ہے عراق کے سرحد پر فوجی اجتماع کر لیا تا کہ مسئلہ موصل کے تنازعہ کو صفا کے لئے جمعیتہ الاقوام کے فیصلہ پر دباؤ ڈالا جائے تو حکومت برطانیہ کے لئے زبردست مشکلات کا موقع پیدا ہو جائیگا۔ (رر)

پیرس ۳ مارچ "پٹیٹ پریسین" کا بیان ہے کہ حکومت فرانس نے حکومت ترکیہ کو تنبیہ کر دی ہے کہ ولایت شام میں سے صرف ایسے عساکر کا گذر برداشت کیا جائیگا جو بغاوت کردستان کو فرو کرنے کے لئے جائینگے۔ (رر)

قسطنطنیہ - ۳ مارچ۔ حکومت مستعفی ہو گئی ہے۔ (رر)

قاہرہ ۳ مارچ۔ قتل سردار کی تفتیش کے سلسلہ میں عنایت برادران میں سے ایک نے جو ۳ فروری کو گرفتار ہوئے تھے اقبال کر لیا ہے کہ وہ اس سازش میں شامل تھا (رر)

لنڈن ۳ مارچ - لارڈ ریڈنگ ماہ اپریل میں معمول رخصت پر انگلستان جا رہے ہیں۔ تا کہ لارڈ برکن ہیڈ سے مشورہ کریں۔ اُن کی جگہ لارڈ لٹن وائسرائے ہونگے۔ (رر)

قادیان ۳ مارچ۔ تینوں سنگسار شدہ قادیانیوں کی لاشیں خوست میں پتھروں میں دبی ہوئی ہیں نعمت اللہ کے سال خوردہ باپ نے درخواست کی تھی کہ مجھے اپنے بیٹے کی لاش کو لا کر دفن کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن اس کی اجازت نہیں دی گئی۔

امیر جماعت احمدیہ اپنے نمائندے کے ذریعے سے حکومت افغانستان سے درخواست کرینگے کہ انہیں سنگسار شدہ قادیانیوں کی لاشیں دفن کرنے کی اجازت دے دی جائے (رر)

پنجاب کونسل کے اجلاس ۲ فروری میں چودھری افضل حق نے مندرجہ ذیل سوالات دریافت کیا۔

کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بتائیگی کہ آیا یہ افواہ درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ ایسا ہی آرڈیننس پاس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جیسا کہ بنگال میں پاس کیا گیا ہے۔

اگر ایسا ہی ہے تو کیا گورنمنٹ کے پاس صوبہ میں انقلاب پسند جماعت کا وجود ثابت کرنے کے لئے کوئی شہادت موجود ہے!

آنریبل سر جان مینارڈ نے جواب دیا۔ سوال کے پہلے حصہ کا جواب یہ ہے کہ یہ افواہ بالکل بے بنیاد ہے۔ لہٰذا دوسرا حصہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔

(بندے ماترم)

مدراس ۲ مارچ۔ آج مدراس کونسل کونسل میں ایک ریزولیوشن پر بحث ہوئی۔ جس میں مختلف طبقوں کو سرکاری ملازمتوں کی خاص تعداد دینے کی سفارش کی گئی تھی۔ ترمیم شدہ ریزولیوشن جس میں اس سوال کے متعلق گورنمنٹ کی پالیسی اور کام کے متعلق رپورٹ کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کیگئی تھی پاس ہو گیا۔ یہ کمیٹی اس بات پر غور کریگی کہ جن طبقوں کو موجودہ صورت میں ملازمتوں میں اپنا مناسب حصہ نہ ملا ہو اُن کے قابل ترین امیدواروں کو ترجیح دی جائے۔

(رر)

اندور - ۲۷ فروری۔ ایک شادی میں براتیوں کو ایک حادثہ ہو جانے کے باعث بڑی تکلیف ہوئی۔ ۲۶ فروری کو ایک لاری پر برات کے ۶۲ آدمی شاہجہان پور سے شرنا پور جا رہے تھے۔ نیوراسی گاؤں کے نزدیک اندور سے تقریباً ۱۷ میل کے فاصلے پر ۸ بجے راستہ سے بھٹک گئی لالٹین جلانے والا لڑکا جو سامنے آیا تھا چلا اُٹھا ڈرائیور دیکھ گاڑی کس طرف جا رہی ہے۔ لیکن جب ڈرائیور نے ہینڈل گھمایا تو بھی گاڑی غلط راستہ پر پڑی اور آخر میں ایک پُل کے نیچے جا کر ٹوٹ گئی۔ لاری کا پٹرول ٹینک کھلا ہوا تھا۔ اس لئے اس میں آگ لگ گئی ۳۳ مسافروں میں سے ۲۶ جلگئے۔ دلہن اور ایک اور آدمی لاری سے کود گئے۔ اور اس طرح جان بچا کر بچ گئے۔ (رر)

قسطنطنیہ - یکم مارچ - اسمبلی نے کردوں کی بغاوت کی وجہ سے فوج کی جزوی لام بندی کے لئے ۲۶۵۰۰۰ لائرس (ایک ترکی سکہ) ادا کئے جانے کی منظوری دیدی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ خربوت کو جب لوٹا جا رہا تھا تو سامان بارود کا ایک ڈپو بھک سے اُڑ گیا۔ جس سے ۱۰۰ باغی اور ۹۰ شہر کے باشندے ہلاک ہوئے۔

لنڈن یکم مارچ معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کی جوابی کارروائیوں نے کردوں کی بغاوت کو روک دیا ہے۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ بغاوت کے پھیل جانے کا تمام خطرہ دور ہو گیا ہے۔ اب بغاوت کا رقبہ صرف ایک ضلع تک محدود ہے۔ جو ۲۴ میل لمبا اور ۲۵ میل چوڑا ہے۔ (رر)

اس کا انتظام قابل یورپین لیڈی صاحبان کے ہاتھوں میں ہے - ان میں ایک لیڈی ڈاکٹر صاحبہ اور ایک نرس یورپین ہیں جو مریضوں کا خاص خیال رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ بہنوں کا سا برتاؤ کرتی ہیں - ہر مریضہ بائیس روپیہ دیتی ہے اور اس رقم میں اُسکو دودھ - انڈے دوائی وغیرہ ملتی ہے - ڈاکٹر نرس اور نوکر اور گھر مفت ملتا ہے - اس لئے یہ جگہ مریضوں کے لئے ازحد سستی پڑتی ہے - ہر سوموار اور جمعرات کو انجکشن کئے جاتے ہیں اور سوموار کو ہر مریضہ کا وزن کیا جاتا ہے - مریضوں کے لئے کھیل کے سامان بھی مہیا کئے جاتے ہیں - تفریح طبع کے لئے گراموفون وغیرہ بھی مہیا ہیں - ان دنوں تقریباً بیس بیمار زیر علاج ہیں - لیکن روپے کی قلت کی وجہ سے اس سینیٹوریم کو سخت ضعف آ رہا ہے - اگر روپیہ نہ ملا تو اس کو بند کرنا پڑیگا - لہذا جملہ صاحب حیثیت اصحاب سے اپیل کی جاتی ہے کہ اسکی مدد کریں - ترسیل زر میرے پاس یا سیدھا الموڑہ کو بھیجدیں عین نوازش ہوگی -

پادری این - ٹی چانکڈ - ڈالی گنج
لکھنؤ

پولٹیکل دھرم کی فوجی تیاریاں

گذشتہ سے پیوستہ

مطلب صاف ہے کہ تمام ہندوؤں کو پولٹیکل جماعت کے ممبر بناؤ اور انگریزوں کو نکالکر اپنا راج قائم کرو اور جب تک یہ نہ ہوگا آریہ دھرم کی اشاعت ناممکن اور فضول ہے - مگر آریہ بننا کیا ہوتا ہے - اس کے جواب میں ستیارتھ پرکاش موجود ہے - جس میں بقول سابق ایڈیٹر ہند ماترم لالہ رام پرشاد سوامی جی نے ایک جگہ لکھدیا ہے کہ

"اپنا راجہ خواہ بُرا بھی ہو تو بھی وہ دوسروں کے اچھے راجہ سے بھی اچھا ہوتا ہے - اپنے بڑے راجہ کا اچھا ہونا ممکن ہے - مگر غیر قوم کے اچھے راجہ کا بھی محکوم قوم کے لئے اچھا ہونا ناممکن ہے ...... غیر قوم کا راجہ ہر ایک بات کو اپنے ہی نکتہ خیال سے کرتا ہے - اس واسطے سوامی دیانند سرسوتی سوراجیہ کو بہترین قسم کا راج کہتے ہیں" (رشی بودھ نمبر آریہ گزٹ صفحہ ۴۲)

ممکن ہے کہ کوئی آریہ سماجی یا اُن کا خفیہ نمک خوار ہمارے سامنے آنیکی جرأت کرے - ہم یہیں آریہ سماج کی زبانی بتا دیتے ہیں کہ انگریزی حکومت کے خلاف آج ملک میں جو کچھ بھی شور و غوغا ہے وہ صرف سوامی دیانند کا پیدا کردہ ہے - یہی رشی بودھ لکھتا ہے کہ

"آج ہندوستان میں سوراجیہ کا غلغلہ ہے - مگر سب سے پہلے یہ صدا نہ ہیوم نے بلند کی نہ دادا بھائی نوروجی نے اس آواز کا اُٹھانیوالا دیانند تھا - کانگریس ۱۸۸۵ء میں وجود میں آئی - مگر دیانند ۱۸۸۳ء میں فوت ہو چکا تھا - تلک مہاراج اور گوکھلے مہاراج نے اس وقت تک میدان سیاست میں قدم بھی نہ رکھا تھا - اور مہاتما گاندھی تو گہوارہ میں لوریاں سنتے اور پیر کے انگوٹھے چوستے تھے" صفحہ ۴۴ -

آریہ پہلا حملہ کہاں کرینگے

اس کا بھی پتہ لگ چکا ہے - پچھلے دنوں ایڈیٹر آریہ گزٹ مالابار کو گئے اور لاکھوں روپیہ وہاں کے نام نہاد مظلوم ہندوؤں میں تقسیم کر آئے تھے - اور اہل ہنود سے اپیل کی تھی کہ مسلم اور مسیحی مبلغوں کی وجہ سے وہاں ہندو دھرم خطرہ میں ہے - حال ہی میں لالہ لاجپت رائے بھی وہاں پہنچے اور ہندو سنگٹھن پر لیکچر دے کر آئے - اب رشی بودھ لکھتا ہے کہ مالابار میں آریہ سماج کو خاص طور پر اپنا کام شروع کر دینا چاہئے - اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں کہ

"کسی ملک میں کوئی دوسرا مذہب اپنی شکتی دیرپا رنگ سے قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ وہ وہاں کے مذہب کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ کرے ... مالابار میں آریہ سماج کو ہر دلعزیز بنانے کے لئے کچھ سادھن برتنے ضروری ہیں (۱) دھوکا باز پجاریوں سے بچانے اور لوگوں کے اندروشواش کو دور کرنے کے لئے ... آغاز کے طور پر اگر سنسکاروں کو اس طریقہ سے کیا جائے جیسا کہ مالابار میں پجاری لوگ کرتے ہیں تو بہت حد تک انسان کی مخالفت کم ہو جائیگی" (رشی بودھ صفحہ ۶۱)

پس ظاہر و ثابت ہو گیا کہ آریہ سماجی حضرات سوامی دیانند کی تعلیمات کو پس پُشت ڈال کر مالابار کے پجاریوں ہی کی رسوم وغیرہ پر عامل ہو جائینگے - یہاں تک کہ ویدوں کی تفسیر بھی وہی کرینگے جو کہ سناتنی ہندو کرتے ہیں - جن کی نسبت کہ دیانند جی نے نہایت گندی گالیاں استعمال کی ہیں - چنانچہ رشی بودھ کہتا ہے کہ

"یہ بالکل سچ ہے کہ مہرشی دیانند نے سب ویدوں میں سے اچھا چناؤ کیا ہے تو بھی بہترین شے ہمیشہ اپنی سے اچھی نہیں ہوتی - ایک دفعہ سندھیا اور سنسکار منتر ارتھ جان کر مالابار میں گائے جائینگے - تو ناقابل پجاریوں کے پرتی کی خاص عزت ضرور کم ہو جائیگی ... آریہ سماج کے پرچار کے لئے ویدوں کے پڑھنے اور ارتھ (معنی و تشریح) کرنے کا ہندو طریقہ اختیار کرنا پڑا لابد ایک ہوگا - دوسرے لوگ اُس کی مخالفت نہ کر سکینگے ... یہاں ویدوں کے خالص فلسفے کے بنیادی اصولوں کی اتنی ضرورت نہیں ... مذہب میں تبدیلیوں کی ضرورت نہیں - توہمات کے دور کرنے کے لئے ہماری چوٹ کا مؤثر ہونا ضروری ہے مالابار کے مقامی رسومات کی غیر ضروری باتوں کو برداشت کیا جا سکتا ہے -"

اگر مذہب کی پرواہ برابر بھی پرواہ ہوتی

تو آریہ سماج

(۱) سنسکاروں کو اس طریقہ سے نہ کرتی جیسا کہ مالابار میں پجاری لوگ کرتے ہیں

(۲) مہرشی دیانند کے سب ویدوں میں سے اچھے چناؤ (انتخاب) پر مالابار کے پجاریوں کی رسوم و عقائد کو ہرگز ترجیح نہ دیتی۔

(۳) ویدوں کے پڑھنے اور معنی کرنے کے اس طریقہ کو اختیار کرنے میں نفع تصور نہ کرتی۔

(۴) ویدوں کے خالص فلسفے کے بنیادی اصولوں کو فضول قرار نہ دیتی

(۵) تمام وکمال تبدیلیاں جو کہ ستیارتھ پرکاش میں مندرج ہیں عمل میں لاتی

(۶) اور مالابار کے مقامی در جد رسومات کی غیر فردی باتوں کو ہرگز برداشت نہ کرتی۔

مگر اسے مذہب کی جب پرواہی نہیں تو اس کے نزدیک ہر ناجائز طریقہ جائز ہے۔ چونکہ وہ فوجی تیاریاں میں مصروف ہے۔ لہذا جنگ کے موقع پر سب کچھ جائز ہوا کرتا ہے۔ جائز و ناجائز مذہب اور تہذیب کو ہوتا ہے نہ کہ جنگ کو۔ آریہ سماج کے بانی کو یہ ضرورت تھی کہ وہ تمام ہندوؤں کی ایک متحدہ جمعیت بنالے۔ پس اس نے سب اختلاف مٹانے کی خاطر ایک وید کی بزرگی کا بت کھڑا کر دیا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اس پردہ میں تمام اختلاف چھپ جائینگے۔

سچ ہے کہ۔ ایک پردہ میں چھپتے ہیں لاکھ عیب
گو یہی جناب شیخ کی ڈاڑھی دراز ہے

ضرورت

ایک مسیحی استانی ٹرینڈ جے۔ وی کی ضرورت ہے۔ اسکول کرسچن لڑکیوں کے لئے چوتھی جماعت تک ہی۔ درخواستیں مع نقول اسناد و سرٹیفکیٹ و تنخواہ مطلوب ذیل کے پتہ پر روانہ کریں۔ المشتہر

پادری اے۔ بی چندو لعل تحصیل نہاک شملہ

گورمکھی کتابیں

خریدنے کی خوبی گورمکھی

امرت ویلے دا چانن۔ سال بھر کے ہر ماہ کے کے لئے کلام اللہ کی آیات صفحہ ۷۵ - ۶ پائی

بیادی پیل۔ براعظم ایشیا کے ممالک اور لوگوں کے حالات صفحہ ۸۰ - ۳ر

آنت مکتاولی۔ کلام اللہ میں سے ایک سو منتخب آیتیں صفحہ ۴۲ - ۳ پائی۔

ایوب دا سنکیپ برتانت۔ یعنی ایوب کا پورا حال صفحہ ۱۴ - ۳ پائی۔

بائبل سار حصہ اول۔ یعنی بائبل کی نقلیں بائبل کی بولی میں پہلا حصہ صفحہ ۵۵۹ - ۱۰ر

بباد کھنڈن۔ ہندوؤں کے اعتراضوں کی تردید صفحہ ۹۹ - ۳ پائی۔

بائبل کی تصویریں۔ بائبل شریف کی ۱۲ بڑے سائز کی نہایت خوبصورت رنگین تصویریں باہم مجلد قیمت ۴ر

بھجن تے غزلاں۔ یہ دیسی گیتوں کی کتاب ہے جو اردو میں بھجن و غزلیں کے نام سے مشہور ہے۔ صفحہ ۵۰ - ۶ پائی۔

چوپتر مال حصہ اول مسیحی دھرم کے متعلق ۷ ٹریکٹوں کا مجموعہ مجلد صفحہ ۱۶۳ - ۳ پائی

چوپتر مال حصہ دوم مسیحی مذہب کے بارے میں ۷ ٹریکٹوں کا مجموعہ مجلد صفحہ ۱۶۷ - ۶ پائی

چندر لیلا سادھنی۔ اس قصہ سے سب مسیحی واقف ہیں۔ اردو میں اب نہیں ملتا صفحہ ۸۹ - ۲ر

المشتہر
سکرٹری۔ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی
انارکلی۔ لاہور

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں المشتہر:-

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۴ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری تک فی طالب علم پانچ روپیہ اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ۔

کلاس فیس سرکاری کا ¾ ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جرنکنا ماعہ سے ماللہ تک کرد کو ول ععہ سے صہ تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو. جے کناڈ صاحب ایم۔ اے پنیجر نور افشاں ایبٹس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند صاحب پروپرائٹر کے چھپا